Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

ʿAllāmah Ibn al-Humām: Scholarly Biography, Introduction to Fatḥ al-Qadīr, Its Significance, Distinctions, and Methodological Characteristics – A Research Analysis

علامہ ابن ہمامؒ: علمی سوانح، فتح القدیر کا تعارف، اہمیت، امتیازات اور منہجی خصوصیات کا تحقیقی تجزیہ

Authors Details
1. Abdul Ghaffar (Corresponding Author)
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan. Aghaffar127@gmail.com
2. Dr. Muhammad Nawaz Al-Hasni
Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

Citation
Abdul Ghaffar and Dr. Muhammad Nawaz Al-Hasni "ʿAllāmah Ibn al-Humām: Scholarly Biography, Introduction to Fatḥ al-Qadīr, Its Significance, Distinctions, and Methodological Characteristics – A Research Analysis."Al-Marjān Research Journal, 3,no.1, Jan-Mar (2025): 292−308.

Submission Timeline
Received: Dec 09, 2024
Revised: Dec 25, 2024
Accepted: Jan 05, 2025
Published Online: Jan 17, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing
Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

ʿAllāmah Ibn al-Humām: A Scholarly Biography, Introduction to Fatḥ al-Qadīr, Its Significance, Distinctions, and Methodological Characteristics – A Research Analysis

علامہ ابن ہمامؒ: علمی سوانح، فتح القدیر کا تعارف، اہمیت، امتیازات اور منہجی خصوصیات کا تحقیقی تجزیہ

☆عبد الغفار ☆ پروفیسر محمد نواز (الحسنی)

Abstract

ʿAllāmah Ibn al-Humām (d. 861 AH) was a prominent Ḥanafī jurist, theologian, and scholar of Islamic jurisprudence. His seminal work, *Fatḥ al-Qadīr*, remains a cornerstone in Islamic legal studies, renowned for its depth, analytical rigor, and methodological clarity. This research provides a comprehensive biographical study of Ibn al-Humām, highlighting his academic contributions and the intellectual environment of his era. It examines *Fatḥ al-Qadīr*, exploring its significance, key distinctions, and scholarly methodologies. The study underscores its impact on Ḥanafī jurisprudence and comparative fiqh, demonstrating how it integrates rational discourse with textual evidence. By analyzing Ibn al-Humām's approach to legal interpretation, his synthesis of earlier opinions, and his critical engagement with jurisprudential arguments, this paper sheds light on his scholarly methodology. The research employs a qualitative approach, utilizing primary and secondary sources to assess the originality and scholarly legacy of *Fatḥ al-Qadīr*. The findings emphasize its enduring influence on Islamic legal thought and its role in shaping subsequent juristic discourses. Ultimately, this study contributes to a deeper understanding of the methodologies employed by classical jurists and their relevance in contemporary fiqh studies.

Keywords: Ibn al-Humām, Fatḥ al-Qadīr, Ḥanafī Jurisprudence, Islamic Legal Thought, Methodological Analysis

تعارف موضوع

علامہ ابن ہمامؒ (م 861ھ) اسلامی فقہ، علم کلام اور اصول فقہ کے جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا شمار فقہ حنفی کے ممتاز شارحین میں ہوتا ہے اور آپ کی تصنیف فتح القدیر فقہ حنفی کی نمایاں کتب میں سے ایک ہے۔ یہ کتاب نہ صرف فقہ حنفی کے اصولوں کی وضاحت کرتی ہے بلکہ دیگر فقہی مذاہب کے ساتھ تقابلی جائزہ بھی پیش کرتی ہے۔ یہ مقالہ علامہ ابن ہمامؒ کی علمی زندگی، ان کے فقہی مقام، اور علمی و فکری خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے۔ ساتھ ہی فتح القدیر کے بنیادی خدوخال، اس کی علمی و فقہی اہمیت، اس کے نمایاں امتیازات، اور اس کے منہجی اصولوں

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور، پاکستان۔

☆ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور، پاکستان۔

پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد اس کتاب کے ایسے علمی پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے جو فقہ اسلامی کی تفہیم میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس مطالعے میں معیاری تحقیقی منہج اپنایا گیا ہے تاکہ ابن ہمامؒ کی علمی کاوشوں کو جدید تناظر میں بھی سمجھا جاسکے۔

علامہ ابن ہمام کا تعارف

نام ونسب

آپ کا نام محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید مسعود الکمال بن ھمام الدین بن حمید الدین بن سعد الدین السیواسی الإسکندري ہے۔ آپ ابن الھمام اور کمال الدین کے نام سے مشہور ہیں۔ کمال الدین ان کے والد ھمام الدین کی طرف نسبت ہے جو اسکندریہ میں قاضی کے عہدے پر فائز تھے۔[1]

آپ ترکی کے شہر سیواس کی نسبت سے سیواسی کہلاتے ہیں، پھر اسکندریہ اور پھر قاہرہ سے۔ امام کمال الدین بن الھمام کے حالات زندگی پر لکھنے والے تمام مراجع اس پر متفق ہیں، سوائے مؤرخ ابن تغري بردي کے جنہوں نے آپ کی نسبت سیرامي لکھی ہے۔ تاہم، یہ صحیح نہیں لگتا کیونکہ یہ اکثر مؤرخین اور محققین کی رائے کے خلاف ہے۔[2]

تاریخ پیدائش

زیادہ تر مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ ابن الہمام 790 ہجری میں اسکندریہ میں پیدا ہوئے۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں:

(ولد سنة تسعين وَسَبْعمائة ظنا كَمَا قر أته بِخَطِّهِ)[3]

"آپ غالباً 790 ہجری میں پیدا ہوئے، جیسا کہ میں نے ان کی تحریر میں پڑھا۔"

تاہم کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ 788 یا 789 ہجری میں قاہرہ میں پیدا ہوئے تھے۔

ان دو اقوال میں سے پہلا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے جسے علامہ شوکانی، حافظ سیوطی اور دیگر نے بھی ذکر کیا ہے۔ کیونکہ سخاوی کے بقول انہوں نے ابن الھمام کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر میں یہ تاریخ پائی تھی اور خود صاحب سوانح سے بڑھ کر اپنے حالات سے کون واقف ہو سکتا ہے۔

طلبِ علم اور اساتذہ ومشائخ

علامہ ابن الہمام ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد ہمام الدین عبد الواحد السیواسی اسکندریہ کے قاضی تھے جبکہ آپ کی والدہ اسکندریہ میں مالکی قاضی کی بیٹی تھیں۔ تاہم، ابن الھمام اپنے والد کے ساتھ زیادہ عرصہ نہیں رہ سکے کیونکہ آپ کے والد کا انتقال آپ کی دس سال کی عمر میں ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کی دادی نے کی جو کہ قرآن مجید کی حافظہ اور نہایت نیک سیرت خاتون تھیں۔

---

(1)Al-Shawkānī, Muḥammad ibn ʿAlī ibn Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Yamanī. *Al-Badr al-ṭāliʿ bi-maḥāsin man baʿd al-qarn al-sābiʿ*. Beirut: Dār al-Maʿrifa, vol. 2, p. 201.

(2) Al-Baghdādī, Ismāʿīl ibn Muḥammad Amīn ibn Salīm al-Bābānī. *Hadiyyat al-ʿārifīn asmāʾ al-muʾallifīn wa-athār al-muṣannifīn*. Istanbul: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1951, vol. 2, p. 201.

(3) Al-Sakhāwī, Shams al-Dīn Abū al-Khayr Muḥammad ibn ʿAbd al-Raḥmān. *Al-Ḍawʾ al-lāmiʿ li-ahl al-qarn al-tāsiʿ*. Beirut: Dār Maktabat al-Ḥayāt, vol. 8, p. 127.

علامہ ابن الھمام نے اسکندریہ، قاہرہ، حلب اور بیت المقدس میں کئی ممتاز علماء سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے فقیہ الشہاب الہیثمی سے قرآن مجید حفظ کیا۔[4] اس کے بعد آپ نے محمد بن علی الزراتیتی سے تجوید کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھی ہی آپ نے متن مختصر القدوری، المنار، زمخشري کی المفصل اور الفیہ کے ساتھ ساتھ مختلف علوم کے کئی مختصر متون حفظ کیے۔[5]

آپ نے علم نحو قاضی جمال یوسف الحمیدی حنفی سے حاصل کیا اور فقہ سراج الدین عمر بن علی المعروف "قاریٔ الہدایۃ" سے پڑھی۔ آپ نے ان سے اس انداز میں تعلیم حاصل کی کہ وہ فرماتے کہ ابن الہام نے مجھ سے پڑھ کر جتنا فائدہ اٹھایا ہے اس سے زیادہ فائدہ میں نے ان سے اٹھایا ہے۔

اسی طرح آپ نے علم تفسیر بدر الدین یحییٰ بن محمد اقصرائی سے، حدیث احمد بن عبد الرحیم قاہری المعروف "ابن العراقی" سے اور تصوف وسلوک محمد بن شہاب خوافی سے حاصل کیا نیز اس کے علاوہ بھی دیگر بہت سے علوم وفنون کی کئی کتب دوسرے علماء سے پڑھی۔[6]

تعلیمی اسفار

کمال الدین بن الھمام نے حصولِ علم کے لیے اسفار کو خاص اہمیت دی۔ چنانچہ آپ کے سوانح نگاروں نے آپ کے پانچ اسفار کا بطور خاص ذکر کیا ہے:

1۔ قاہرہ کی جانب سفر

آپ اپنے والد کی وفات کے بعد اپنی دادی کے ساتھ اسکندریہ سے قاہرہ گئے۔ اس وقت آپ نو عمری کے مرحلہ میں تھے۔ اس سفر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔[7]

2۔ حلب کا سفر

آپ نے 814 ہجری طلب علم کے لیے علامہ ابن الشحنۃ کی رفاقت میں حلب کا سفر کیا اور حلب میں کچھ عرصہ قیام کے دوران بہت سے علماء سے علمی استفادہ کیا۔ محب کی وفات تک آپ ان کے ساتھ ہی رہے۔[8]

3۔ قدس کا پہلا سفر

آپ نے قدس کی جانب اپنا پہلا سفر اپنے شیخ زین تفہنی کے ساتھ کیا جن سے آپ علم حاصل کرتے تھے۔ وہاں ان ان سے تفسیر الکشاف پڑھی اور ہدایہ کا سماع کیا۔

4۔ قدس کا دوسرا سفر

آپ نے قدس کا دوسرا سفر صوفیاء کے ساتھ کیا اور اپنے شیخ خوافی کی معیت میں تصوف وسلوک کی منازل طے کیں۔

5۔ سفر حجاز

امام ابن الہام نے متعدد بار حجاز کا سفر کیا۔ آپ کئی بار حج کے لیے گئے اور مکہ اور مدینہ میں قیام کیا۔ اس دوران وہاں درس وفتویٰ کا سلسلہ جاری رہا اور مسجد حرام میں قیام کے دوران آپ سے بہت سے طلباء نے علم حاصل کیا۔[9]

---

(4) Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān. *Bughyat al-wuʿāt fī ṭabaqāt al-lughawiyyīn wa-al-nuḥāt.* Beirut: Dār al-Fikr, 2nd ed., p. 166.

(5) Al-Sakhāwī. *Al-Ḍawʾ al-lāmiʿ*, vol. 8, p. 127.

(6) Al-Sakhāwī. *Al-Ḍawʾ al-lāmiʿ*, vol. 8, p. 128.

(7) Kahāla, ʿUmar Riḍā. *Muʿjam al-muʾallifīn.* Beirut: Maktabat al-Muthannā, vol. 10, p. 264.

(8) Al-Sakhāwī. *Al-Ḍawʾ al-lāmiʿ*, vol. 8, p. 128.

اساتذہ وشیوخ

آپ نے بہت سے اہل علم سے حصولِ علم میں استفادہ کیا ہے جن میں معروف اہل علم درج ذیل ہیں:

1-ابو الولید محمد بن محمد ابن الشحنۃ الحلبی(749-815ھ)

2-الجمال عبد اللہ بن علی بن محمد الجندي العسقلانی(751-817ھ)

3-جمال الدین یوسف بن محمد بن عبد اللہ الحمیدي(متوفی:821ھ)

4-محمد بن علی بن محمد القاہری الزراتیتی(748-825ھ)

5-عمر بن علی بن فارس السراج الکنانی المعروف قارئ الہدایۃ(-829ھ)

6-الجمال محمد بن عبد اللہ بن ظہیرۃ قریشی(751-817ھ)

7-کمال الدین بن حسن بن محمد الشمنی(766-821ھ)

8-ابو الثناء محمود بن احمد بن موسیٰ العینی(762-858ھ)

9-احمد بن علی بن محمد الکنانی المعروف الحافظ ابن حجر العسقلانی(773-852ھ)

مذکورہ بالا تمام علماء اپنے اپنے فن کے ائمہ اور اپنے زمانہ کے یکتائے روزگار اہل علم تھے جن کے علمی فیضان کا پرتو واضح طور پر علامہ ابن ہمام کی علمی شخصیت میں دکھائی دیتا ہے۔

مشہور تلامذہ

علامہ ابن ہمام کے علمی مقام ومرتبہ کے پیش نظر آپ کی خدمت میں مختلف فقہی مسالک کے طلباء حصولِ علم کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس لیے چاروں فقہی مسالک کے چوٹی کے علماء آپ کے شاگردوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ درج ذیل سطور میں مختصراً ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

معروف حنفی تلامذہ

آپ کے حنفی شاگردوں میں درج ذیل علماء بطور خاص قابل ذکر ہیں:

1-الحسن بن علي بن محمد بن أحمد الحصني القاهري المعروف ابن الصواف(803-868ھ)

2-محمد بن محمد الحلبي المعروف ابن امیر الحاج مصنف "التقریر والتحبیر" شرح "التحریر" لابن الہمام(825-879)

3-عبد الرحمن بن أحمد بن أحمد المقدسی الزین المعروف الہامی(828-872)

4-سیف الدین محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا ابن الجواندار(798-881ھ)

5-محمد بن أبي بكر بن أحمد الشمس القاهري المعروف ابن السقاء(متوفی:888ھ)

معروف مالکی تلامذہ

مالکی شاگردوں میں درج ذیل علماء قابل ذکر ہیں:

1-ظہیرۃ بن محمد بن محمد القرشی المالکی المعروف ابن ظہیرۃ(841-868ھ)

2-علی بن عبد اللہ بن علی الأزہری السنہوری(815-889ھ)

3-علي نور الدين السفطي القاهري الأزهري المعروف الوراق(متوفی:860ھ)

---

(9)Al-Sakhāwī. *Al-Ḍawʾ al-lāmiʿ*, vol. 8, p. 128.

4-یحیٰ بن احمد بن عبد السلام بن رحمون، أبوزکریا العلمی(800-888ھ)

معروف شافعی تلامذہ

شافعی تلامذہ میں درج ذیل چار علماء معروف ہیں:

1-أحمد بن محمد بن محمد بن عمر بن رسلان المعروف السراج البلقيني(812-865ھ)

2-الحافظ محمد بن عبد الرحمن بن محمد شمس الدين أبو الخير السخاوي(831-902ھ)

3-أبو المعالی محمد بن محمد بن أبي بكر بن علي بن أبي شريف المقدسي(822-906ھ)

5-یحیٰ بن محمد بن أحمد الدماطي القاهري(800-879ھ)

معروف حنبلی تلامذہ

آپ کے حنبلی تلامذہ میں درج ذیل دو حضرات مشہور ہیں:

1-ابو بکر بن زید بن ابی بکر الجراعی الدمشقی الصالحی(825-883ھ)

2-محمد بن محمد بن ابي بکر السعدی(836-900ھ)

ان اہل علم کے علاوہ علامہ سخاوی نے آپ کے شاگردوں میں درج ذیل حضرات بھی ذکر فرمائے ہیں:

"حنفیہ میں تقی الشمس اور الزین قاسم، شافعیہ میں ابن خضر، مناوی اور الوردی، مالکیہ میں عبادۃ، طاہر اور قرافی اور حنابلہ میں جمال بن ہشام وغیرہ۔"

پھر آپ کے شاگردوں کا رتبہ اجمالی طور پر بیان کرتے ہوئے علامہ سخاوی فرماتے ہیں:

"آپ کی زندگی میں کئی لوگ آپ سے فارغ التحصیل ہوئے جو علم کے سردار بن گئے۔ چنانچہ ہم نے فنون کے ماہرین میں ان سے زیادہ بصیرت والا، علوم کا جامع، دقیق چیزوں میں بہترین کلام کرنے والا اور اس پر اتنے عبور والا، مباحث میں حق کی طرف رجوع کرنے والا اور طلباء کی بات سننے والا کوئی نہیں دیکھا۔"(10)

ابن ہمام کے زمانہ کے دینی وسیاسی حالات

امام ابن الہمام آٹھویں صدی ہجری کے آخر سے لے کر نویں صدی ہجری کے وسط تک زندہ رہے، جو کہ مملوکی دور(658ہجری-923ہجری) تھا۔ اس وقت مصر اور شام پر مملوک سلطنت کا راج تھا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر فرد کی شخصیت کی تشکیل، اس کی مہارتوں اور صلاحیتوں کی نشو ونما اور اس کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں ایک نمایاں اور اثر انگیز کردار اس کے زمانے کے احوال کا بھی ہوتا ہے۔ اس لیے امام ابن الہمام کے دور کی حالت پر روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوے اہے تاکہ ان عوامل کو اجاگر کیا جاسکے جنہوں نے آپ کے علم کی توسیع دینے اور آپ کی شخصیت کی تعمیر میں مدد کی۔ ہم انہیں تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

1. سیاسی حالات
2. مذہبی حالات
3. علمی اور ثقافتی حالات

(10)Al-Sakhāwī. *Al-Ḍawʾ al-lāmiʿ*, vol. 8, p. 129.

درج ذیل سطور میں اس کی مختصر وضاحت کی جاتی ہے:

1۔ سیاسی حالات

مملوکی دور (ساتویں سے نویں صدی ہجری، 648-922 ہجری) میں اسلامی دنیا کی سیاسی حالت نے بڑے واقعات وحادثات کا مشاہدہ کیا جس کا اسلامی دنیا کی تقسیم میں بڑا اثر پڑا۔ مشرقی جانب منگولوں (تاتاریوں) نے فارس پر حملہ کیا اور 656 ہجری میں بغداد پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کو تباہ کر دیا اور اسلامی تہذیب کی تمام نشانیوں کو مٹا دیا۔ جبکہ مغربی عرب دنیا کو اختلافات اور تقسیم نے تباہ کر دیا اور وہ چھوٹی اور کمزور ریاستوں میں تقسیم ہو گیا جو نہ خود کا دفاع کر سکتے تھے اور نہ ہی دوسروں کا۔ اسی طرح شام اور مصر کو بھی صلیبی حملوں اور تاتاری حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے مسلمانوں کے ممالک میں تباہی اور قتل وغارت گری مچادی جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے شہروں میں خوف پھیل گیا۔ مملوکی دور میں مسلمان حد درجہ کمزور ہو گئے تھے لیکن مشکل حالات اور آزمائش کے باوجود، اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے ایسے لوگوں کو پیدا کیا جنھوں نے منگولوں کے حملے کو روکا۔ ممالیک تاتاریوں کے سامنے کھڑے ہوئے جن کے سامنے کوئی نہیں کھڑا ہو سکا تھا اور ان پر فتح حاصل کی۔[(11)]

اس طرح مشرقی اسلامی دنیا مملوکی سیاسی اور عسکری قیادت کے تحت آگئی اور قاہرہ عباسی خلافت کا مرکز بن گیا۔ اس طرح اسلامی دنیا کو استحکام نصیب ہوا جس کے نتیجے میں مملوک دور ثقافتی سرگرمیوں اور سائنسی اور ادبی زندگی کی وسیع حوصلہ افزائی کا دور بن گیا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دور اسلامی تاریخ کے سب سے زیادہ زرخیز اور سائنسی اور ثقافتی زندگی میں عطیہ کرنے والے دوروں میں سے ایک ہے۔ علامہ ابن ہمام کی نشو ونما اسی زرخیز دور کے اندر ہوئی اور انہیں علمی وادبی ماحول کے ساتھ ساتھ ممالیک سلاطین کی علمی دلچسپی کی حوصلہ افزائی بھی میسر آئی۔

2۔ مذہبی حالت

مملوکی دور میں مصر میں اسلامی سرگرمیوں کو عروج حاصل ہوا، مذہبی اداروں کی کثرت ہوگئی اور سلاطین نے مساجد بنانے پر توجہ دی، اور اس وقت مساجد بڑے علماء اور فقہاء کے حلقوں سے مزین تھیں۔ مذہبی تقریبات بھی بکثرت ہونے لگیں۔ اسی طرح علامہ ابن الہمام کے دور میں مملوکی سلطنت کے تحت تصوف بھی وسیع پیمانے پر پھیلا، صوفیاء کے لیے خانقاہیں اور رباط تعمیر کیے گئے۔ تشیع کے باقیات کا خاتمہ کر دیا گیا، جو عبیدیہ سلطنت کے اثرات کا تسلسل تھا، الظاہر بیبرس نے سنی مذاہب کے علاوہ کسی بھی مذہب کو حرام قرار دیا، اور قضاء، خطابت، تدریس، وعظ اور افتاء کے عہدوں کو صرف سنی مذاہب کے پیروکاروں تک محدود کر دیا تھا۔ الغرض اہل اسلام کی دینی حالت کے اعتبار یہ دور ایک آئیڈیل دور بن گیا تھا۔

3۔ علمی اور ثقافتی حالت

امام ابن الہمام اسی مملوکی دور میں پروان چڑھے اور اس دور میں مختلف شعبوں اور علوم میں بڑی علمی اور ثقافتی سرگرمی دیکھی گئی۔ خلفاء اور سلاطین نے علم کے فروغ اور فنون اور ادب کی نشو ونما کے لیے مدارس اور مساجد تعمیر کیں۔ تاتاروں کے ہاتھوں خلافت کے زوال کے بعد بغداد کے جو علماء بچ گئے تھے وہ مصر اور شام ہجرت کر گئے۔ اسی طرح، اندلس کے کچھ علماء بھی صلیبی قبضے کے بعد مصر کی جانب ہجرت کر گئے۔ اس سے علمی زندگی میں نئی روح پھونکی گئی اور علمی سرگرمیاں دوبارہ شروع ہو گئیں۔ اس طرح علمی زندگی عراق اور اندلس سے مصر منتقل ہو گئی اور قاہرہ خلافت کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم وفنون کا بھی مرکز بن گیا۔

---

(11) ʿĀshūr, Saʿīd ʿAbd al-Fattāḥ. *Al-ʿAṣr al-Mamālīkī fī Miṣr wa-al-Shām.* Cairo: Dār al-Nahḍa al-Gharbīya, 2nd ed., 1967, p. 6.

علامہ سیوطی مصر کی اسی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(واعلم أن مصر من حين صارت دار الخلافة عظم أمرها، وكثرت شعائر الإسلام فيها، وعلت فيها السنة، وعفت منها البدعة، وصارت محل سكن العلماء، ومحط رحال الفضلاء) [12]

"جان لو کہ جب سے مصر دارالخلافت بنا ہے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی ہے، اسلام کی شعائر میں اضافہ ہوا ہے، سنت مضبوط ہوئی ہے، بدعت مٹ گئی ہے اور یہ علماء اور فضلاء کا مسکن بن گیا ہے۔ یہ نبوی خلافت کے اسرار میں سے ایک ہے کہ جہاں بھی یہ ہوتی ہے اس کے ساتھ ایمان اور کتاب بھی ہوتی ہے۔"

تصانیف

امام کمال الدین بن الھمام نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کے شعبہ میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور بہت سی تصانیف تحریر فرمائیں جن میں سے چند معروف درج ذیل ہیں:

1. التحرير في أصول الفقه:

یہ اصول فقہ میں آپ کی تصنیف ہے، جس میں آپ نے حنفی اور شافعی فقہ کے اُصول اور اصطلاحات کو مختصر اور جامع انداز میں جمع کیا ہے اور ان کے درمیان موازنہ کیا ہے۔ پہلے آپ نے اس کتاب کو تفصیل سے لکھنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن بعد میں اپنا ارادہ بدل دیا اور اختصار کا راستہ اختیار کیا۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

"میں نے جب اپنی زندگی کا ایک حصہ فقہ حنفی اور فقہ شافعی کے اصولوں کے مطالعہ میں گزارا تو مجھے خیال آیا کہ میں ایک ایسی کتاب لکھوں جو دونوں فقہوں کی اصطلاحات کو واضح کرے تاکہ جو اسے اچھی طرح سے سمجھ جائے وہ ان دونوں اصطلاحات تک آسانی سے پہنچ سکے لیکن تھوڑے عرصے بعد مجھے احساس ہوا کہ یہ ایک بہت بڑی کتاب ہوگی۔ اور پھر میں نے اپنے دور کے لوگوں کو دیکھا کہ ان کی توجہ فقہ کے علاوہ کتب میں مختصرات کی طرف ہے۔۔۔ تو میں نے ایک مختصر کتاب لکھنے کا فیصلہ کیا جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ دونوں مقاصد پورے ہوں گے۔"[13]

چونکہ علامہ ابن الہمام نے کتاب میں حد درجہ اختصار سے کام لیا اس لیے کتاب زیادہ پیچیدہ اور دقیق ہوگئی اس لیے بہت سے علماء نے اس کی شروحات لکھیں۔ ایک شرح ابن امیر الحاج نے لکھی جس کا نام **"التقرير والتحبير"** رکھا۔ اسی طرح شیخ محمد امین نے بھی اس کی ایک شرح لکھی جس کا نام **"تيسير التحرير"** رکھا۔ علامہ ابن نجیم نے اس کا ایک خلاصہ لکھا جس کا نام **"لب الأصول"** رکھا۔

2. فتح القدير:

آپ کی یہ کتاب فقہ حنفی کے مشہور متن اور علامہ مرغینانی حنفی کی شہرہ آفاق کتاب "الھدایۃ" کی فقہی اور حدیثی انداز کی شرح ہے، جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہی کتاب اس مقالے کا موضوع ہے، لیکن آپ یہ کتاب مکمل نہیں کر سکے، بلکہ صرف کتاب الوکالۃ تک ہی لکھ پائے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہنے کا وقت آپہنچا۔ اس کتاب کا تفصیلی تعارف آئندہ فصل میں پیش کیا جائے گا۔

(12) Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Ḥusn al-muḥāḍara fī tārīkh Miṣr wa-al-Qāhira.* Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabīya, 1st ed., 1387 AH/1967, vol. 2, p. 94.
(13) Amīr Bādshāh, Muḥammad Amīn al-Ḥusaynī al-Ḥanafī. *Taysīr al-taḥrīr sharḥ Kitāb al-taḥrīr fī uṣūl al-fiqh.* Cairo: Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1351 AH/1932, vol. 1, p. 7.

3. إعراب حديث:(كلمتان خفيفتان):

یہ کتاب معروف حدیث شریف: «كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ.»(14) کی نحوی ترکیب کی تحقیق کے متعلق ہے۔ یہ کتاب آپ کی علم نحو میں غیر معمولی مہارت پر روشن دلیل ہے۔

4. شرح بديع النظام الجامع بين كتابي البزدوي والإحكام لابن الساعاتي

یہ کتاب مظفر الدین احمد بن علی ساعاتی کی اصول فقہ میں تصنیف "بديع النظام الجامع بين كتابي البزدوي والإحكام" کی شرح ہے جس میں انہوں نے علامہ بزدوی کی اصولِ فقہ کی کتاب "الاصول" اور علامہ آمدی کی کتاب "الِاحکام" کو جمع کیا ہے۔ علامہ ابن ہمام نے اس مجموعے کی شرح "بدیع النظام" کے نام سے لکھی ہے۔

5. زاد الفقير

یہ فقہ حنفی کے فروعی مسائل پر مشتمل ایک مختصر کتاب ہے جس میں طہارت اور نماز کے احکام لکھے گئے ہیں جو آپ نے اپنے سفر حج کے دوران اپنے بعض شاگردوں کی درخواست پر لکھا تھا۔

شیخ عبد الوہاب بن محمد حسینی حنفی (متوفی 875 ہجری) نے اس کتاب کی شرح لکھی ہے جس کا نام "نزهة البصير لحل زاد الفقير" رکھا ہے۔ اسی طرح محمد بن عبد اللہ التمر تاشی (متوفی 1004 ہجری) نے بھی اس کی ایک شرح لکھی ہے جس کا نام "إعانة الحقير لزاد الفقير" رکھا ہے۔

6. فواتح الأفكار في شرح لمعات الأنوار.

7. المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة.

یہ کتاب امام غزالی کی تصنیف "الرسالة القدسية بأدلتها البرهانية" کی تلخیص ہے۔ اولاً علامہ ابن الہمام نے "الرسالة" کا خلاصہ لکھنے کا ارادہ کیا، پھر ان کے ذہن میں اس کے اندر اضافہ جات کرنے کا خیال آیا۔ چنانچہ وہ اس میں اضافہ جات کرتے رہے یہاں تک کہ تصنیف اصل متن سے ہٹ گئی اور ایک مستقل تصنیف بن گئی۔ تاہم انہوں نے اس میں "الرسالة" کے عنوانات کو بر قرار رکھا ہے اور اس کے بعد ایک خاتمہ کا اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح پہلے رکن کے آغاز میں ایک مقدمہ شامل کیا ہے۔

مقدمہ کے بعد کتاب چار ارکان میں منقسم ہے:

پہلا رکن: اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں۔

دوسرا رکن: اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں۔

تیسرا رکن: اللہ تعالیٰ کے افعال کے بارے میں۔

چوتھا رکن: رسول ﷺ کی صداقت کے بارے میں۔

اس کتاب کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں جن میں سے درج ذیل تین معروف ہیں:

1. شرح المسايرة: سعد الدين الديري الحنفي المتوفى سنة 867ھ

---

(14) Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī.* Būlāq, Egypt: Al-Maktaba al-Sulṭānīya, 1311 AH, vol. 8, p. 86.

2. شرح المسايرة: قاسم بن قطلوبغا الحنفي المتوفى سنة 879ھ

3. المسامرة في شرح المسايرة: كمال الدين محمد بن محمد المعروف بابن أبي شريف المتوفى سنة 905ھ
یہ کتاب 2006 میں المکتبۃ الازھریۃ للتراث-القاھرۃ نے شائع کی تھی۔

8. المسامرة في أصول الدين.

علمی مقام اور اہل علم کا اعتراف

علامہ ابن الہمام ایک ممتاز علمی مقام کے حامل تھے، جس کی وجہ سے آپ اپنے دور کے علماء میں احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ اپنے اخلاق، ادب، تواضع، علم کی وسعت، عقل کی پختگی اور سچائی میں مشہور تھے۔ آپ کے حالاتِ زندگی لکھنے والوں نے آپ کو عالم، مجتہد اور محقق کہا ہے۔ ان کے ہم عصر، شاگرد اور وہ شیوخ جن سے انہوں نے علم حاصل کیا اور جن سے انہوں نے اجازت حاصل کی، ان سب نے ان کی تعریف کی۔ یہ ان کی فضیلت اور اپنے بہت سے معاصرین پر ان کی برتری کا اعتراف ہے۔

درج ذیل سطور میں علماء کے کچھ اقوال نقل کیے جاتے ہیں جو آپ کے علمی رتبہ کی دلیل ہے:

حافظ سیوطی کہتے ہیں:

"آپ فقہ، اصول، نحو، صرف، معانی، بیان، تصوف اور موسیقی وغیرہ میں علامہ تھے، محقق، منطقی اور مناظر تھے۔"(15)

ابن تغری بردی نے آپ کو شیخ الاسلام اور اپنے زمانے کے علامہ کے طور پر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"شیخ الاسلام، اپنے زمانے کے بڑے عالم کمال الدین محمد ابن شیخ ہمام الدین جمعہ کے دن رمضان کے ساتویں مہینے کو وفات پا گئے، اور اسی دن انہیں دفن کر دیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ بہت شاندار تھی، ان کے بعد علومِ نقلیہ وعقلیہ، دین اور ورع، عفت اور وقار کو جمع کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ ان کی ولادت 789 ہجری میں قاہرہ میں ہوئی اور وہیں پرورش پائی۔ انہوں نے اپنے دور کے علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ ممتاز ہو گئے اور بلا کسی جھجک کے اپنے زمانے کے بہت سے علوم میں ایک مثال بن گئے۔"(16)

علامہ ابن ہمام کی علمی حیثیت نہ صرف حنفی علماء کے ہاں معروف ہے بلکہ دیگر مسالک کے ہاں بھی آپ کے علمی مرتبہ کا احترام پایا جاتا ہے اور آپ کے رتبے کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ سطور میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپ کے تلامذہ میں حنفی علماء کے ساتھ ساتھ دیگر تینوں مسالک کے جلیل القدر علماء بھی شامل ہیں۔ علامہ سخاوی نے جو آپ کے شاگرد بھی ہیں، آپ کے علمی مقام ومرتبہ کا درج ذیل الفاظ میں کھلے دل سے اعتراف کیا ہے:

"آپ ایک امام، علامہ، اصول دین، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، فرائض، حساب، تصوف، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، جدل اور ادب کے عالم تھے۔ آپ علوم نقلیہ وعقلیہ کے ماہر تھے۔ تاہم علم حدیث میں آپ کا رتبہ کم تھا۔ آپ زمین والوں کے عالم اور اپنے زمانے والوں کے محقق تھے۔ آپ ایک لائق تعجب حجت، واضح دلائل والے اور بے شمار اختیارات اور مضبوط ترجیحات کے حامل تھے۔ چنانچہ صاف صاف کہتے تھے کہ اگر جسمانی کمزوریاں، طویل عرصے کی کمزوری اور بیماریاں نہ ہوتیں، تو میں اجتہاد کی منزل تک پہنچ جاتے۔ آپ نے علم کے سمندروں سے کتنے ہی موتی نکالے

---

(15) Al-Suyūṭī. *Bughyat al-wuʿāt*, vol. 1, p. 166.
(16)Ibn Taghrī Birdī. *Al-Nujūm al-zāhira*, vol. 16, p. 187.

اور ان کے ساتھ خاص اپنے نکالے ہوئے کتنے ہی علمی خزانوں کا اضافہ کیا۔"(17)

یہاں سخاوی کا یہ قول کہ "علم حدیث میں آپ کا رتبہ کم تھا" محل نظر ہے جسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ آپ کی کتابیں اور ان میں آپ کی ذکر کردہ حدیثی ابحاث دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بلاشک ایک بڑے درجہ کے محدث تھے، آپ کی ابحاث اس کی واضح دلیل ہیں۔

مشہور حنفی محقق علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

(الكمال صاحب الفتح من أهل الترجيح بل من أهل الاجتهاد) (18)

"فتح القدیر کے مصنف کمال ابن الہمام صاحب ترجیح ہیں بلکہ اجتہاد کے اہل ہیں۔"

ابن نجیم نے آپ کو "محقق" قرار دیا ہے، چنانچہ انہوں نے البحر الرائق میں کئی مقامات پر آپ کا ذکر یوں کرتے ہیں:

(وقد بحث المحقق ابن الهمام في فتح القدير) (19)

"محقق نے فتح القدیر میں بحث کی ہے۔"

علامہ شوکانی آپ کے علمی محاسن کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وكان دقيق الذهن عميق الفكر يدقق المباحث حتى يحير شيوخه فضلا عن من عداهم) (20)

"وہ ذہین اور گہری سوچ کے مالک تھے۔ وہ مباحث میں اتنی باریکی سے غور کرتے تھے کہ ان کے اساتذہ بھی حیران رہ جاتے تھے، چہ جائیکہ دوسرے لوگ۔"

نیز آپ کے کمالات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

(وبالجملة فقد تفرد في عصره بعلومه وطار صيته واشتهر ذكره وأذعن له الأكابر عن الأصاغر وفضله كثير من شيوخه على أنفسهم) (21)

"خلاصہ یہ کہ وہ اپنے علم میں اپنے دور کی منفرد شخصیت تھے، ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی، ان کا ذکر مشہور ہو گیا، بڑے چھوٹے سبھی لوگوں نے ان کی فضیلت تسلیم کی اور ان کے بہت سے اساتذہ نے انہیں اپنے سے افضل سمجھا۔"

---

(17) Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz ʿĀbidīn al-Dimashqī al-Ḥanafī. *Radd al-muḥtār ʿalā al-Durr al-mukhtār*. Beirut: Dār al-Fikr, 2nd ed., 1412 AH/1992, vol. 3, p. 621.

(18) Al-Sakhāwī. *Al-Ḍawʾ al-lāmiʿ*, vol. 8, p. 129.

(19) Ibn Najīm, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Muḥammad, known as al-Miṣrī. *Takmīlat al-Baḥr al-rāʾiq li-Muḥammad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī al-Ḥanafī al-Qādirī*, with *Minḥat al-Khāliq* commentary by Ibn ʿĀbidīn. *Al-Baḥr al-rāʾiq sharḥ Kanz al-daqāʾiq*. Beirut: Dār al-Kitāb al-Islāmī, vol. 6, p. 301.

(20)Al-Shawkānī. *Al-Badr al-ṭāliʿ*, vol. 2, p. 201.

(21)Al-Shawkānī. *Al-Badr al-ṭāliʿ*, vol. 2, p. 201.

اہل علم کی مذکورہ تصریحات کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ کمال ابن الہام اہل علم میں ایک عظیم مقام، بلند مرتبہ اور اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔ اس لیے کہ آپ فقہ و اصول فقہ، منطق، صرف، تفسیر، حدیث، نحو، بیان، موسیقی، حساب، فرائض اور اصول دین سمیت مختلف علوم اور فنون میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔

وفات اور تدفین

اپنی زندگی کے آخری حصے میں کمال بن الھمام بیت اللہ الحرام کے قریب مکہ میں رہنے اور قیام کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن وہاں آپ بیمار ہو گئے اور اپنی اہلیہ کے ساتھ قاہرہ واپس آ گئے۔ آخری ایام میں بھی طلباء ان کے پاس حاضر رہتے تھے۔ آخر کار بیماری نے شدت اختیار کی اور آپ جمعہ کے دن 861 ہجری کے مبارک رمضان کے ساتویں دن انتقال فرما گئے۔

جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ "سبيل المؤمنين" مقام میں ادا کی گئی اور قاضی ابن الدیری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازے کا جلوس ایک شاندار منظر تھا جس میں بادشاہ اور عمائدین سلطنت نے شرکت کی۔ آپ کو قرافہ میں ابن عطاء اللہ کی قبر میں دفن کیا گیا۔[22]

اللہ آپ پر وسیع رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی قبر کو روشن کرے۔

حاصل کلام

اس فصل میں علامہ ابن ہمام کا تعارف اور ان کے حالات و سوانح بیان کیے گئے ہیں جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

* علامہ ابن الہام (790-861 ہجری) ایک ممتاز عالم دین، فقیہ، محدث، اور مجتہد تھے۔ آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے علماء میں سے ایک تھے اور آپ کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ آپ کو فقہ، اصول فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، نحو، صرف، بیان، حساب، فرائض اور اصول دین سمیت مختلف علوم میں مہارت تامہ حاصل تھی۔
* آپ 790 ہجری میں اسکندریہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنے والد سے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر اسکندریہ، قاہرہ، حلب اور بیت المقدس میں کئی ممتاز علماء سے علم حاصل کیا۔
* آپ کے مشہور اساتذہ میں ابن الشحنۃ، ابن ظہیرہ، جمال الدین الحمیدی، اور محمد بن علی الزراتیتی شامل ہیں۔
* آپ کے شاگردوں میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسالک کے تمام اہل علم شامل تھے۔ ان کے مشہور شاگردوں میں ابن الصواف، ابن امیر الحاج، الہامی، ابن الحواندار، ابن السقاء، ابن ظہیرہ، ابن خضر، مناوی، الوردی، عبادۃ، طاھر، قرافی، جمال بن ہشام اور بہت سے دوسرے شامل ہیں۔
* ممالیک سلاطین علمی اور ثقافتی سرگرمیوں میں خاصی دلچسپی لیتے تھے۔ علامہ ابن الہام نے اسی زرخیز دور میں علم حاصل کیا اور انہیں علمی و ادبی ماحول کے ساتھ ساتھ ممالیک سلاطین کی علمی دلچسپی کی حوصلہ افزائی بھی میسر آئی۔
* علامہ سیوطی، ابن تغری بردی، علامہ سخاوی، علامہ ابن عابدین شامی، ابن نجیم اور علامہ شوکانی نے آپ کی علمی صلاحیتوں اور خدمات کا برملا اعتراف کیا ہے۔
* تصانیف: آپ کی اہم تصانیف یہ ہیں: التحریر فی اصول الفقہ، فتح القدیر، زاد الفقیر، المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ اور المسامرۃ فی اصول الدین۔
* آپ 861 ہجری میں قاہرہ میں انتقال فرما گئے اور آپ کو قرافہ میں ابن عطاء اللہ کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

---

(22) Ibn Taghrī Birdī. *Al-Nujūm al-zāhira*, vol. 16, p. 187.

فتح القدیر از ابن ہمام کا تعارف واہمیت

فتح القدیر کا تعارف

کتاب فتح القدیر امام مرغینانی کی شہرہ آفاق کتاب الہدایہ کی شرح ہے، اس میں فقہ حنفی کے فروعی احکام کو کتاب، سنت اور قیاس کے دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ اس شرح میں مصنف نے فقہی شرح اور احادیث کی تخریج دونوں کو جمع کیا ہے۔ ابن ہمام کی یہ کتاب فقہ حنفی کی معتمد ترین کتب میں سے ایک اور الہدایہ کی شروحات میں بہترین شرح ہے۔ اس کے بعد آنے والے تمام علماء نے اس سے استفادہ کیا اور بعد کے حضرات کی کتابیں اس کتاب کے حوالہ جات سے بھری پڑی ہیں۔

علامہ ابن ہمام نے اس کتاب کا نام "فتح القدير للعاجز الفقير" رکھا، کتاب کے مقدمہ میں اس نام کی وضاحت اور اس نام کے رکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "جب اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے یہ کتاب (لکھنے کی سعادت) مجھے حاصل ہوگئی جو میری قدر سے کہیں بڑھ کر ہے اور جس کی میرے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے تو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ قادر مطلق کی سخاوت کا ایک فیضان ہے۔ اس لیے میں نے اس کا نام اللہ کے فضل سے "فتح القدير للعاجز الفقير" (قادر مطلق کی فتح عاجز اور فقیر کے لیے) اور طاقت اور قوت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔"(23)

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن ہمام نے کتاب کا یہ نام صرف کتاب کے تعارف یا اس کے محاسن کے بیان کے لیے منتخب نہیں کیا بلکہ اس نام سے ان کا مقصد اظہارِ شکر اور بارگاہِ خداوندی میں عاجزی کا اظہار ہے۔

فتح القدیر کا زمانۂ تصنیف

علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر کی تصنیف کا آغاز 829ھ میں کیا۔ یہ وہی وقت ہے جب آپ نے اپنے بعض شاگردوں کو ہدایہ پڑھانا شروع کی۔ چنانچہ اس کا زمانۂ تصنیف بیان کرتے ہوئے صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں:

> **(ابتدأ في سنة 829، عند الشروع في إقرائه بعد قراءته تسع عشرة سنةً على وَجْه الإتقان والتحقيق على الشيخ الإمام سراج الدين عُمر بن عليّ الكتاني المعروف بقارئ الهداية، المتوفَّى سنة 773، صاحب تعليقةٍ على الهداية)** (24)

> "امام ابن الہمام نے اس کتاب کی شرح 829 ہجری میں شروع کی۔ اس سے پہلے وہ 19 سال تک شیخ الامام سراج الدین عمر بن علی الکتانی المعروف بقارئ الہدایہ (متوفی 773 ہجری) سے الہدایہ کی شرح پڑھتے رہے تھے۔ شیخ الکتانی نے الہدایہ پر ایک حاشیہ بھی لکھا ہے۔"

اسی طرح خود مصنف کی ایک تحریر سے بھی اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ آپ نے اس کتاب کی تصنیف کا آغاز اپنی وفات سے کم از کم تیس سال قبل کیا تھا۔ چنانچہ کتاب الحج میں ایک جگہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے کے لیے ایام حج میں عمرہ کی ممانعت کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

(23) Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd al-Wāḥid al-Sīwāsī. *Fatḥ al-Qadīr*. Cairo: Musṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1389 AH/1970, vol. 1, p. 12.

(24) Ḥājjī Khalīfa, *Kashf al-ẓunūn ʿan asmāʾ al-kutub wa-al-funūn* (Istanbul: Maṭbaʿat al-Dawla, 1941), 7: 609.

(ثم ظهر لي بعد نحو ثلاثين عاما من كتابة هذا الكتاب أن الوجه منع العمرة للمكي في أشهر الحج سواء حج من عامه أو لا) [25]

"پھر اس کتاب کو لکھنے کے تقریباً تیس سال بعد مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ مکہ میں رہنے والے کے لیے حج کے مہینوں میں عمرہ کی ممانعت زیادہ راجح ہے چاہے وہ اس سال حج کرے یا نہ کرے۔"

یہاں فتح القدیر کے زمانہ تالیف کے متعلق دو باتیں قابل غور ہیں:

1. پہلی بات یہ ہے کہ علامہ ابن الہمام نے اپنی وفات سے تقریباً 32 سال قبل اس کتاب کی تصنیف کا آغاز کیا لیکن اپنی وفات تک بھی وہ اس کی تکمیل نہیں کر سکے بلکہ صرف کتاب الوکالۃ تک ہی تحریر کر سکے۔
2. دوسرا پہلو یہ ہے کہ تحریر کا آغاز کرنے سے پہلے بھی آپ اس کتاب کے متن "الہدایۃ" کو شیخ الکتانی سے پڑھتے رہے تھے۔

اس دونوں پہلوؤں کو جب ہم ملا کر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن الہمام نے اس کتاب کی تصنیف کو کس درجہ اہمیت دی ہے کہ اس کی تالیف میں کسی قسم کی جلد بازی نہیں کی اور نہ ہی اس بات کی فکر کی کہ بس کتاب کسی طرح جلدی سے مکمل ہو جائے حالانکہ ان کے علمی مقام کے پیش نظر یہ ان کے لیے کوئی ایسی مشکل بات بھی نہیں تھی۔

بظاہر اس تاخیر کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے ان ابحاث کی تحریر سے قبل ان کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا ہو گا اور شاید کئی کئی دن ایک ایک مسئلہ کی تحقیق میں صرف کیے ہوں گے، پھر کہیں جا کر انہیں تحریر کیا ہو گا۔ شاید اسی بنا پر یہ کتاب اس علمی و تحقیقی درجہ اور مقبولیت کے اس مقام پر فائز ہوئی ہے جس تک دوسری کتب کو خال خال ہی رسائی نصیب ہوتی ہے۔

فتح القدیر کا تکملہ

علامہ ابن ہمام اس کتاب کو اپنی حیات میں مکمل نہیں کر سکے تھے بلکہ ابھی کتاب الوکالۃ تک ہی پہنچ پائے تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد اس کتاب کو شیخ شمس الدین احمد بن قورد المعروف قاضی زادہ (متوفی 992 ہجری) رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل کیا اور اس تکملہ کا نام "نتائج الأفكار في كشف الرموز والأسرار" رکھا۔

فتح القدیر کے امتیازات

علامہ ابن الہمام کی کتاب فتح القدیر اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے فقہی کتب میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ ان خصوصیات میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1۔ فقہ مقارن

فتح القدیر کو فقہ مقارن کی ایک اہم کتاب سمجھا جاتا ہے جس کی مثالیں قدیم کتب میں کم ہی نظر آتی ہیں۔ چنانچہ امام ابن الہمام نے اس میں صرف حنفی مذہب کے اقوال ہی نہیں درج کیے ہیں، بلکہ دیگر فقہی مسالک کی آراء بھی ذکر کی ہیں اور ان کے دلائل پر بحث کی ہے۔ یہ کتاب کی اہم خصوصیت ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے غیر متعصبانہ رویے کی بھی دلیل ہے۔

([25])Ibn al-Humām. *Fatḥ al-Qadīr*, vol. 3, p. 12.

2۔ فروعات کی کثرت

علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں فروعات پر کلام کرنے پر خاص زور دیا ہے۔ اس لیے اس کے متن "الہدایہ" کے مقابلے میں فتح القدیر میں فقہی فروعات کی تعداد زیادہ ہے۔ مثلاً کتاب ادب القاضی کے تحت آپ نے "فُرُوعٌ فِي الْعَزْلِ" کے عنوان کے تحت قاضی کے معزول ہونے کی صورتوں کا اضافہ فرمایا ہے۔(26)

3۔ تمہید اور مقدمہ

ایک چیز جس کا علامہ ابن الہمام نے خاص اہتمام فرمایا ہے، یہ ہے کہ آپ نے ہدایہ کے ہر باب کے آغاز میں ایک تمہید یا مقدمہ پیش کیا ہے جس میں وہ اس کتاب یا باب میں بحث کردہ موضوعات سے متعلق عمومی امور کی وضاحت کرتے ہیں، جیسے کہ ان کی تعریف، مشروعیت کی حکمت یا مشروعیت کی دلائل وغیرہ۔

4۔ فقہی قواعد اور ضوابط

ابن الہمام اپنی آراء، اقوال اور ترجیحات کی صحت کی دلیل کے لیے کئی فقہی قواعد اور ضوابط ذکر کرتے ہیں۔ ہم نے اس کتاب کے انہی قواعد اور ضوابط کے استخراج کو موضوعِ بحث بنایا کیا ہے۔ آئندہ أبواب میں ان شاء اللہ موضوعاتی ترتیب پر یہ قواعد ذکر کیے جائیں گے۔

5۔ علمی مواد کی کثرت

فتح القدیر کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اگرچہ یہ کتاب فقہی موضوع سے تعلق رکھتی ہے تاہم علامہ ابن الہمام نے اس کتاب میں تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم سے حاصل کردہ علمی مواد پر بھی بحث کی ہے اس لیے یہ کتاب جامعیت کی صفت سے متصف ہے۔

6۔ مراجع کی کثرت

فتح القدیر کی ایک خصوصیت اس میں استعمال کیے گئے مراجع کی کثرت ہے۔ ابن الہمام نے اس کتاب کی تالیف میں مذہب کی قدیم کتابوں، مثلاً امام محمد بن الحسن شیبانی کی کتب، ابن سماعہ کی نوادر، خصاف، طحاوی، اور دیگر ائمہ علماء کی کتابوں سے مراجع نقل کیے ہیں۔

7۔ دوٹوک رائے

فتح القدیر میں ابن الہمام کی ماہرانہ علمی صلاحیت کا عکس واضح طور پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ کتاب کے آغاز سے آخر تک جہاں آپ دلائل پر بحث کرتے ہیں، روایات میں ترجیح دیتے ہیں اور مسائل میں اپنی آراء پیش کرتے ہیں، ان میں آپ کی رائے پختہ اور واضح نظر آتی ہے۔

8۔ احادیث کی تخریج

ابن الہمام اپنی کتاب میں اکثر احادیث کی تخریج کرتے ہیں اور ان کی اسناد کی تقویت یا تضعیف کے ساتھ حسب ضرورت رجالِ حدیث پر بھی کلام کرتے ہیں جس سے علم حدیث ورجال پر بھی آپ کا عبور واضح ہوتا ہے۔

فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام کا منہج

امام ابن الہمام نے ہدایہ کی شرح میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ آپ ہر لفظ یا جملے کی توضیح کرنے کا التزام نہیں کرتے بلکہ صرف ان چیزوں کی شرح پر اکتفا کرتے ہیں جن کی وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ جب کتاب کے کسی جملے کی شرح کرنا چاہتے ہیں تو اسے "قولہ" کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں اور پھر اس کی شرح شروع کرتے ہیں۔

---

(26)Ibn al-Humām. *Fatḥ al-Qadīr*, vol. 7, p. 264.

اس ضمن میں امام ابن الہمام کے منہج کی کچھ خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. آپ ہر باب کے آغاز میں صاحب الہدایہ کے مقرر کردہ عنوان کی وضاحت کرتے ہیں اور گزشتہ باب سے اس کا ربط واضح کرتے ہیں۔
2. الہدایہ میں مذکور احادیث کی تخریج کرتے ہیں اور روایات کو تلاش کرنے، ان پر بحث کرنے اور ان کی دلیل دینے کی کوشش کرتے ہیں۔
3. فقہاء کے اقوال کو ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں اور ان پر شرح کرتے ہیں۔ اکثر آپ علماء کے درمیان مسائل میں اختلاف اور ان کی آراء کا ذکر بھی کرتے ہیں۔
4. آپ دلائل پر خاص توجہ دیتے ہیں اور کسی بھی حکم کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک اس کی تائید مضبوط دلائل سے نہ ہو جائے۔
5. آپ ہر باب کے آخر میں ایک عنوان "فروع" کے نام سے ذکر کرتے ہیں جس کے تحت ان مسائل پر بحث کرتے ہیں جن کا علامہ مرغینانی نے ذکر نہیں کیا۔
6. بعض مقامات پر جہاں آپ کی رائے میں صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی کا کوئی تسامح ہوتا ہے وہاں ان کی غلطیوں کو درست کرتے ہیں۔
7. آپ بہت سے مقامات پر اصولی قواعد اور ان پر مبنی مسائل کا ذکر کرتے ہیں اور اکثر فقہی ابواب میں فقہی تفصیلات بیان کرتے وقت ان قواعد کو منطبق بھی کرتے ہیں۔
8. آپ جابجا فقہی قواعد اور ان پر مبنی مسائل کا ذکر کرتے ہیں، جیسے "الْيَقِينَ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ" (یقین شک سے نہیں زائل ہوتا) اور "ذِكْرُ بَعْضِ مَا لَا يَتَجَزَّأُ كَذِكْرِ الْكُلِّ" (جس چیز کا جزنہ ہو اس میں سے کچھ ذکر کرنا کل کو ذکر کرنے کے مترادف ہے۔)[27]

خلاصہ بحث

علامہ ابن ہمامؒ کی علمی خدمات، خصوصاً فتح القدیر، فقہ حنفی اور اسلامی قانونی فکر میں گراں قدر اضافہ ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اجتہادی بصیرت، علمی استدلال، اور دیگر فقہی مکاتب فکر کے ساتھ منصفانہ مکالمہ موجود ہے۔ اس تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ابن ہمامؒ کا طرز استدلال محض تقلیدی نہیں بلکہ تجزیاتی اور تحقیقی تھا۔ فتح القدیر کی اہمیت صرف فقہ حنفی تک محدود نہیں بلکہ یہ اسلامی قانونی مباحث کے لیے ایک بین المسالک علمی منہج بھی فراہم کرتی ہے۔ اس مقالے کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ابن ہمامؒ کا علمی ورثہ آج بھی فقہ و شریعت کے جدید مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

- Al-Sakhāwī, Shams al-Dīn Abū al-Khayr Muḥammad ibn ʿAbd al-Raḥmān. *Al-Ḍawʾ al-lāmiʿ li-ahl al-qarn al-tāsiʿ*. Beirut: Dār Maktabat al-Ḥayāt, 1960.
- Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān. *Bughyat al-wuʿāt fī ṭabaqāt al-lughawiyyīn wa-al-nuḥāt***.** Beirut: Dār al-Fikr, 2nd ed., 1995.
- Amīr Bādshāh, Muḥammad Amīn al-Ḥusaynī al-Ḥanafī. *Taysīr al-taḥrīr sharḥ Kitāb al-taḥrīr fī uṣūl al-fiqh***.** Cairo: Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1932.

---

(27)Ibn al-Humām, *Fatḥ al-Qadīr*, vol. 1, p. 106.

- Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Būlāq, Egypt: Al-Maktaba al-Sulṭānīya, 1311 AH.
- Ḥājjī Khalīfa, *Kashf al-ẓunūn ʿan asmāʾ al-kutub wa-al-funūn*. Istanbul: Maṭbaʿat al-Dawla, 1941.
- ʿĀshūr, Saʿīd ʿAbd al-Fattāḥ. *Al-ʿAṣr al-Mamālīkī fī Miṣr wa-al-Shām.* Cairo: Dār al-Nahḍa al-Gharbīya, 2nd ed., 1967.
- Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz ʿĀbidīn al-Dimashqī al-Ḥanafī. *Radd al-muḥtār ʿalā al-Durr al-mukhtār.* Beirut: Dār al-Fikr, 2nd ed., 1412 AH/1992.